

حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) اپنے شوہر نامدار کے گھر میں

<?xml encoding="UTF-8">

جب حضرت علی (علیہ السلام) اور جناب فاطمہ (علیہا السلام) کی شادی ہو گئی تو حضور اکرم نے حضرت علی (علیہ السلام) سے فرمایا: "اطلب منزلاً" ایک گھر تلاش کرو، تو حضرت علی (علیہ السلام) نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر سے ذرا فاصلہ پر ایک جگہ تلاش کی اور وہاں آپنا گھر تعمیر کر لیا۔ تو پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک دن آپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے اور ان سے فرمایا: "اَتَّي اَرِيْدُ اَنْ اَحُوْلَكَ اِلَيَّ" میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہیں آپنے نزدیک منتقل کر لوں، تو آپ نے رسول اللہ سے عرض کی: "فَكَلَّمْ حَارِثَةَ بِنَ النُّعْمَانِ اَنْ يَتَحَوَّلَ عَنِّي" آپ حارثہ بن نعمان سے بات کر لیں تاکہ وہ ہم سے آپنا گھر تبدیل کر لیں تو رسول اللہ نے فرمایا: "قَدْ تَحَوَّلَ حَارِثَةُ عَنَّا حَتَّى قَدْ اسْتَحْيَيْتَ مِنْهُ" حارثہ سے ہم پہلے ہی آپنی جگہ تبدیل کر چکے ہیں لہذا اب مجھے ان سے شرم آئے گی، ادھر یہ خبر اڑتی اڑتی حارثہ تک پہنچ گئی وہ نبی اکرم کے پاس آئے اور عرض کی: یا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ فاطمہ (علیہا السلام) کو آپنے پاس منتقل کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے آپ کی خدمت میں میرے یہ گھر حاضر ہیں جو بنی نجار کے گھروں میں آپ کے گھر سے سب سے زیادہ نزدیک ہیمنیں اور میرا مال سب کچھ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! بخدا جو مال آپ مجھ سے لیں گے وہ مجھے اس مال سے زیادہ پیارا ہے جسے آپ میرے لیے چھوڑ دیں گے تو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ نے فرمایا: "صدق، بارک اللہ علیک" تم صحیح کہہ رہے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عنایت فرمائے۔ تو رسول اللہ نے جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کو جناب حارثہ کے گھر میں منتقل کرادیا۔

جناب فاطمہ (علیہا السلام) آپنے بابا کے گھر سے آپنے شوہر گرامی کے گھر میں منتقل ہوئیں یا یہ کھا جائے کہ آپ نبوت و رسالت کے گھر سے امامت و ولایت کے گھر تشریف لے آئیں آپ کی زندگی سراسر قداس و پاکیزگی کا پیکر اور اس میں ہر طرف عظمت، زہد اور سکون حیات کی جلوہ نمائی تھی، آپ اپنے شوہر نامدار کے دین اور آخرت میں ان کی معاون و مددگار دکھائی دیتی ہیں۔

حضرت علی (علیہ السلام) جناب فاطمہ (علیہا السلام) کا احترام ہمیشہ ان کے شایان شان انداز سے کیا کرتے تھے، اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ آپ کی شریکۂ حیات تھیں بلکہ اس لئے کہ وہ پوری کائنات میں رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کی سب سے زیادہ چھیتی، عالمین کی عورتوں کی سرور و سردار تھیں اور ان کا نور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے نور کا حصہ تھا نیز یہ کہ آپ مجموعۂ فضائل و کمالات تھیں۔

حضرت علی (علیہ السلام) اور جناب فاطمہ (علیہا السلام)، حارثہ بن نعمان کے گھر میں کتنے دن تک مقیم رہے تاریخ میں اس کی کوئی حتمی مدت نہیں لکھی ہے البتہ اتنا ضرور ہے کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آپنی مسجد سے ملا کر آپ کا گھر بنوا دیا، اور ازواج نہی کے حجروں کی طرح اس کا دروازہ بھی مسجد نبوی کے اندر کی طرف کھول دیا تو جناب فاطمہ (علیہا السلام) آپنے اس نئے گھر میں منتقل ہو گئیں جو اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے گھر کے پڑوس میں اور ان سے بالکل ملا ہوا تھا۔

یقیناً ایسا ہرگز نہیں تھا کہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ اس گلدستہ نبوت کو یونہی چھوڑ دیتے اور اس

کی دیکھ بھال نہ کرتے اور اس کا خیال نہ رکھتے، بلکہ ان دونوں حضرات نے ہمیشہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے زیر سایہ بلکہ آپ کے آنگن میں ہی زندگی کی بھاریں دیکھی ہیں، بلکہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے توجناب فاطمہ (علیہا السلام) کو ان کی شادی کے بعد بھی اس درجہ اپنی شفقت و محبت اور نصیحت سے نوازا

کہ کسی اور پر آپ کی ایسی عنایتیں نہ تھیں آپ کے بابا نے آپ کو زندگی کے معنی سمجھائے اور آپ کو یہ تعلیم دی کہ انسانیت ہی زندگی کا جوہر ہے اور ازدواجی زندگی کی بنیادیں مال و دولت، جواہرات و محلات اور فضول رسم و رواج کے بجائے ہمیشہ اخلاقیات اور اسلامی اقدار پر قائم ہوتی ہیں۔

آپنے شوہر نامدار کے ساتھ جناب فاطمہ (علیہا السلام) نہایت سکون و اطمینان اور خوشی و مسرت کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگیں، سادگی آپ سے کبھی جدا نہیں ہوئی اور آپ کا گھر ہمیشہ سادہ زیستی کا نمونہ بنا رہا، واقعاً آپ ایک مثالی بیوی ہیں، حضرت علی (علیہ السلام) کی زوجہ جو مسلمانوں کے سورما، رسول اکرم کے وزیر، آپ (ص) کے سب سے پہلے مشاور اور فتح و جہاد کے علم بردار تھے اسی اعتبار سے آپ کی ذمہ داریاں بھی بے حد اہم تھیں چنانچہ آپ (س) نے حضرت علی (علیہ السلام) کے لئے بالکل اسی کردار کا مظاہرہ کیا جو کردار جناب خدیجہ نے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے پیش کیا تھا یعنی آپ نے ان کے ساتھ جہاد میں شرکت فرمائی، زندگی کی دشواریوں اور تبلیغی مشکلات میں صبر و ہمت سے کام لیا۔

یقیناً یہ آپ کی قربانیوں کا ہی صلہ تھا جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب فرمایا تھا اور بیشک آپ کے انہیں اہم کارناموں کی وجہ سے اس نے آپ کا انتخاب فرمایا تھا اور آپ ایک مسلمان نمونہ عمل عورت کے طور پر تمام مردوں اور عورتوں کے لئے بہترین اسوہ اور نمونہ ہیں۔

الف- خانگی ذمہ داریاں اور پر مشقت زندگی

دنیا کا وہ تنہا گھر جس کی چار دیواری کے اندر پاک و پاکیزہ اور ہر طرح کی برائیوں سے دور، تمام انسانی فضائل و کمالات اور اسلامی اخلاق کے پیکر، دو معصوم زوجہ و شوہر ایک ساتھ زندگی گزار رہے تھے وہ صرف حضرت علی (علیہ السلام) اور جناب فاطمہ (علیہا السلام) کا گھر تھا۔

حضرت علی (علیہ السلام) اسلام میں مرد کامل ہونے کا نمونہ اور جناب فاطمہ زہرا (علیہا السلام) اسلام میں زن کاملہ ہونے کا نمونہ ہیں جو دونوں ہی رسول اکرم کے سایہ میں پروان چڑھے اور آپ ہی نے ان دونوں کو علم کے ساتھ دوسرے فضائل و کمالات کی غذا مرحمت فرمائی ان کے باشعور کان بچپنے سے ہی قرآن مجید سے مانوس تھے، کیونکہ رات دن بلکہ ہر لمحہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تلاوت کی شیریں آواز ان کے کانوں میں رس گھولتی رہتی تھی، انہوں نے علم غیب اور اسلامی علوم و معارف کو اس کے اصل اور شیریں چشمہ سے حاصل کیا تھا اور اپنی آنکھوں سے یہ مشاہدہ کیا تھا کہ گویا دین اسلام پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شکل میں متحرک ہے تو پھر ان کا گھر مسلمان گھرانوں کے لئے کیسے نمونہ عمل نہ ہوتا۔

بیشک حضرت علی (علیہ السلام) و فاطمہ (علیہا السلام) کا گھر صفاء و اخلاص اور مودت و رحمت کا ایک بہترین نمونہ تھا جس میں دونوں بالکل خندہ پیشانی کے ساتھ گھر کے کاموں میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے رہتے تھے۔ کیونکہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دروازہ کے اندر کی ذمہ داری جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے حوالے کردی تھی جب کہ دروازہ کے باہر کے کام حضرت علی (علیہ السلام) کے سپرد کئے تھے۔

جناب فاطمہ (علیہا السلام) فرماتی ہیں: ”فلا یعلم ما داخلنی من السرور الا اللہ، بکفایتی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)“

علیہ وآلہ وسلم) تحمّل رقاب الرجال“ اس وقت اللہ کے علاوہ میری خوشی کو اور کوئی نہیں جان سکتا کہ جب رسول اللہ نے مجھے ان ذمہ داریوں سے الگ رکھا جن کا بوجھ مرد ہی برداشت کرسکتے ہیں۔ چونکہ جناب فاطمہ زہرا، مدرسہ وحی کی سند یافتہ تھیں لہذا آپ کو بخوبی معلوم تھا کہ عورت کا قلعہ (گھر) اسلام کا بہت اہم مورچہ ہے اگر اس نے اسے خالی کردیا اور وہ اسے چھوڑ کر دوسرے میدانوں میں چلی گئی تو پھر آپنے بچوں کی تربیت کا حق ادا نہیں کرسکتی ہے

اسی وجہ سے رسول اللہ کا فیصلہ سن کر آپ کارخ انور خوشی کے مارے چمک اٹھا۔ بنت نبی(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آپنے گھر والوں کی آسائش اور ان کے آرام کے لئے کسی قسم کی محنت و مشقت سے دریغ نہیں کیا اور تمام سختیوں اور مشکلات کے باوجود بھی آپ کے یہاں گھر کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوئی کمی نہیں آئی یہاں تک کہ آپ کی اس جفا کشی کو دیکھ کر حضرت علی(علیہ السلام) کو آپ کے اوپر ترس آتا رہتا تھا چنانچہ انہوں نے بنی سعد کے کسی شخص سے آپ کے کاموں کی یوں وضاحت فرمائی: ”اَلَا اَحَدَثَکَ عَنِّی و عن فاطمة؟ اَنّھا کانت عندی و کانت من اَحَبِّ اَهْلِهِ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) الیہ، و اَنّھا استتقت بالقربة حتی اَثَرَتْ فی صدرھا، و طحنت بالرحی حتی مجلت یدھا، و کسحت البیت حتی اغبرّت ثیابھا، و اوقدت النار تحت القدر حتی دكنت ثیابھا، فاصابھا من ذلک ضرر شدید فقلت لها: لو اَتیت اَباک فسألتیہ خادماً یکفیک ضرّاً ما اُنت فیہ من هذا العمل، فأتت النبی(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فوجدت عنده حدّاً فاستتحت فانصرفت“ کیا میں تمہیں آپنے اور فاطمہ(سلام اللہ علیہا) کے حالات بتاؤں؟ اگرچہ وہ میری اور نبی(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کریم کی سب سے زیادہ محبوب اور چہیتی ہیں مگر مسلسل مشک اٹھانے کی وجہ سے ان کے سینہ پر اس کا نشان پڑ گیا ہے، اور مسلسل چکی چلانے سے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں، گھر میں جھاڑو دینے کی وجہ سے کپڑے غبار آلود ہو گئے ہیں، چولہے میں اتنی آگ پھونکی ہے کہ ان کے کپڑے سیاہی مائل ہو گئے ہیں جس سے ان کو شدید تکلیف ہے

تو میں نے انہیں یہ مشورہ دیا کہ اگر تم آپنے بابا کے پاس جاکر ان سے ایک خادمہ کا سوال کرلو تو تم ان کاموں کے ممکنہ ضرر سے بچ سکتی ہو، چنانچہ وہ نبی(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اکرم کے پاس تشریف لے گئیں جب ان کے پاس آپ کو کچھ لوگ بیٹھے ہوئے دکھائی دئے، تو آپ شرم و حیاء کی بنا پر کچھ کھے بغیر واپس چلی آئیں۔

حضرت علی کا بیان ہے: ”فعلم النبی(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اَنّھا جاء ت لحاجة، قال(علیہ السلام): فغدا علینا رسول اللہ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و نحن فی لِفَاعِنَا، فقال(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): السلام علیکم، فقلت: و علیک السلام یا رسول اللہ اُدخل، فلم یعد اَن یجلس عندنا، فقال(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): یا فاطمة، ما کانت حاجتک اَمْس عند محمّد؟ قال: فخشیت ان لم تجبه اَن یقوم، فأخبره علی بحاجتها، فقلت: اَنَا و اللہ اُخبرک یا رسول اللہ اَنّھا استتقت بالقربة حتی اَثَرَتْ فی صدرھا و جرّت بالرحی حتی مجلت یدھا و کسحت البیت حتی اغبرّت ثیابھا و اوقدت النار تحت القدر حتی دكنت ثیابھا، فقلت لها: لو اَتیت اَباک فسألتیہ خادماً یکفیک ضرّاً ما اُنت فیہ من هذا العمل، فقال(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): اَفَلَا اُعَلِّمُکَما ما هو خیر لکمما من الخادم؟ اذا اخذتما منامکمما فسبّحاً ثلاثاً و ثلاثین و احمداً ثلاثاً و ثلاثین و کبراً ربیعاً و ثلاثین“ جب پیغمبر اکرم(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ معلوم ہوا کہ آپ کسی کام سے آئی تھیں تو وہ کہتے ہیں کہ ابھی ہم لوگ آپنے بستر پر ہی تھے کہ صبح سویرے ہمارے یہاں رسول(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تشریف لے آئے آپ نے اس طرح سلام کیا: السلام علیکم میں نے کہا و علیکم السلام، یا رسول(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ اندر

تشریف لائیں، مجھے امید نہیں تھی کہ آپ ہمارے پاس بیٹھیں گے، تو آپ نے فرمایا: اے فاطمہ (علیہا السلام) کل تم میرے پاس کس کام سے آئی تھیں؟ حضرت علی (علیہ السلام) کہتے ہیں کہ مجھے یہ خوف محسوس ہوا کہ اگر فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے ان کا جواب نہ دیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ واپس تشریف لے جائیں، لہذا حضرت علی (علیہ السلام) نے انہیں آپ کی پریشانی سے اس طرح باخبر کیا: خدا کی قسم یا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ آپ کو میں یہ بتادوں کہ انہوں اتنی مشک اٹھائی ہے کہ ان کے سینہ پر اس کا نشان پڑ گیا ہے

اور اتنی چکی چلائی ہے کہ ان کے ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے ہیں، گھر میں چھاڑو دیتے دیتے لباس گرد آلود ہو گیا ہے، مسلسل چولہے میں آگ پھونکنے کی وجہ سے کپڑے سیاہی مائل ہو گئے ہیں

اسی بنا پر میں نے انہیں یہ مشورہ دیا تھا کہ اگر تم اپنے بابا سے ایک خادمہ حاصل کرلو تو اس کام کی وجہ سے تمہیں جو ضرر پہنچ رہا ہے تم اس سے بچ جاؤ گی، تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز کی تعلیم نہ دیدوں جو تم دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے؟ جب تم لوگ سونے کے لئے بستر پر لیٹ جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب شہزادی کائنات (علیہا السلام) نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو آپنا احوال سنایا اور ایک خادمہ کی خواہش ظاہر کی تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ نے فرمایا: ”یا فاطمة والذی بعثنی با لحق، انّ فی المسجد اربعمائة رجل ما لهم طعام و ثياب و لو لا خشیتی لأعطیتک ما سألّت، یا فاطمة و اتی لا ارید ان ینفک عنک اجرک الی الجاریة، و اتی اُخاف ان یرحمک علی بن اُھی طالب (علیہما السلام) یوم القیامة بین یدی اللہ - عزوجل - اذا طلب حقہ منک، ثم علّمها صلاة التسبیح“ اے فاطمہ (علیہا السلام) اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اس وقت مسجد میں ایسے چار سو آدمی ہیں جن کے پاس کھانا اور کپڑے نہیں ہیں، اور اگر مجھے ڈر نہ ہوتا تو میں تمہاری خواہش ضرور پوری کردیتا، اے فاطمہ (علیہا السلام) میں نہیں چاہتا کہ تمہارا ثواب تمہاری خادمہ کو مل جائے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ جب روز قیامت خدا کے سامنے، علی تم سے تمہارا حق طلب کریں تو وہ تمہارے امنے سامنے ہوں۔ پھر آپ نے ان کو تسبیح کی تعلیم دی۔ تو مولائے کائنات نے کہا: ”مَصَّیّتِ تَرِیدِینِ من رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) الدنیا فاعطانا اللہ ثواب الآخرة“ تم رسول اللہ سے دنیا لینا چاہتی تھیں مگر اللہ نے ہمیں آخرت کا ثواب عنایت کر دیا ہے۔

ایک روز رسول اللہ مولائے کائنات کے گھر پہنچے تو کیا دیکھا کہ وہ اور جناب فاطمہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غلہ پیس رہے ہیں،

تو نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پوچھا تم دونوں میں کون زیادہ تھکا ہے؟ تو مولائے کائنات (علیہ السلام) نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فاطمہ (علیہا السلام)، تو آپ نے ان سے کہا: اے بیٹی تم اٹھ جاؤ، چنانچہ وہ اٹھ گئیں اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کی جگہ بیٹھ کر مولائے کائنات کے ساتھ آٹا پیسنے لگے۔

جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں: ایک دن نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جناب فاطمہ زہرا (علیہا السلام) کو دیکھا کہ ان کے اوپر اونٹ کے بالوں کی بنی ہوئی چادر ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے آٹا پیس رہی ہیں اور اپنے بیٹے کو دودھ بھی پلا رہی ہیں یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ نے فرمایا: ”یا بنتا، تعجّلی مرارة الدنیا بحلاوة الآخرة“ اے بیٹی! فی الحال آخرت کی حلاوت کے بدلے دنیا کی تلخی کا

مزه چکھ لو ” تو آپ نے کہا: ” یا رسول اللہ، الحمد لله على نعمائه، و الشکر لله على آلائه ” یا رسول اللہ، اللہ کی حمد ہے اس کی نعمتوں پر، اور اللہ کا شکر ہے اس کے انعامات پر۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ” ولسوف يعطيك ربك فترضى“ اور عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ ایک روایت میں امام جعفر صادق (علیہم السلام) نے فرمایا ہے: ”کان امیر المومنین (علیہ السلام) یحتطب و یستقی و یکنس، و کانت فاطمة (علیہا السلام) تطحن و تعجن و تخبز“ امیر المومنین لکڑیاں اور پانی لاتے تھے اور جھاڑو لگاتے تھے اور جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) آٹا پیستی تھیں اور اسے گوندھ کر روٹی پکاتی تھی۔ انس سے روایت ہے: ایک دن جناب بلال صبح کی نماز میں تاخیر سے پہنچے تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پوچھا ”ما حبسک“ تم کہاں پھنسے رہ گئے تھے؟

انہوں نے کہا میں جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے گھر کے پاس سے گذرا تو دیکھا وہ چکی چلا رہی ہیں اور ان کا بچہ رو رہا ہے تو میں نے ان سے کہا: آپ چاہیں تو میں چکی چلا دوں اور آپ بچہ کو دیکھ لیں یا اگر آپ اجازت دیں تو میں بچہ کو لے لوں اور آپ چکی چلا لیں تو آپ نے کہا: میں آپنے بچے کے لئے تم سے زیادہ مہربان ہوں، یا رسول اللہ تو بس مجھے اسی وجہ سے دیر ہوئی ہے تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ”فرحمتها، رحمک اللہ“ تم نے ان پر رحم کھایا ہے، اللہ تعالیٰ تم پر رحمت نازل کرے۔

اسماء بنت عمیس جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے نقل کرتی ہیں: ”اَنَّ الرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُتی یوماً فقال: اَین ابناؤ؟ یعنی حسنا وحسینا“ ایک دن رسول اکرم میرے گھر تشریف لائے اور انہوں نے دریافت کیا کہ میرے دونوں بچے (یعنی حسن (علیہ السلام) اور حسین (علیہ السلام)) کہاں ہیں؟

شہزادی کائنات (علیہا السلام) نے جواب دیا: ”اُصبحنا و لیس عندنا فی بیتنا شیء یدوقه ذائق، فقال علی: اذهب بهما الی فلان؟ آج صبح سے ہمارے گھر میں چکھنے کے لئے بھی کوئی چیز نہیں تھی تو علی (علیہ السلام) نے کہا کہ میں انہیں فلاں جگہ لے جاؤں؟ چنانچہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ بھی اسی جگہ تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا وہ دونوں ایک کنویں کے پاس کھیل رہے ہیں اور ان کے سامنے کچھ سوکھی ہوئی کھجوریں رکھی ہوئی ہیں، رسول اللہ نے فرمایا: ”یا علی، اُلا تقلب ابني قبل اَنْ یشتد الحرّ علیهما“ اے علی (علیہ السلام) خیال رکھنا میرے دونوں بیٹوں کو دھوپ تیز ہونے سے پہلے واپس لیتے آنا تو مولائے کائنات (علیہ السلام) نے کہا: ”اُصبحنا و لیس فی بیتنا شیء، فلو جلست یا رسول اللہ حتی اُجمع لفاطمة تمرات“ صبح ہمارے گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا، یا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ اگر آپ ذرا بیٹھ جائیں تو میں فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے لئے کچھ کھجوریں جمع کر لوں،

جب ان کے پاس کسی مقدار میں کھجوریں اکٹھا ہو گئیں تو وہ انہیں اپنے دامن میں رکھ کر گھر واپس آ گئے۔ عمران بن حصین کہتے ہیں: میں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) آگئیں اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے آکر کھڑی ہو گئیں آپ نے ان کی طرف دیکھا تو ان کا چہرہ بالکل زرد تھا اور بھوک کی شدت کی وجہ سے گویا بدن میں خون نہیں رہ گیا تھا تو آپ نے فرمایا: ”اُدنی یا فاطمة“ اے فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے نزدیک آؤ آپ ان سے قریب ہو گئیں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پھر فرمایا: ”اُدنی یا فاطمة“ اے فاطمہ (علیہا السلام) میرے نزدیک آ جاؤ، تو وہ اور نزدیک چلی گئیں یہاں تک کہ ان کے بالکل نزدیک کھڑی ہو گئیں تو آپ نے ان کی گردن کے نیچے اپنا دست مبارک رکھا اور انگلیوں کو کھول دیا اور یہ دعا فرمائی: ”اللهم مشبع الجاعة و رافع الوضعة لا تجع فاطمة بنت محمد“ اے بھوکوں کو شکم سیر کرنے والے اور گرے ہوئے کو اوپر اٹھانے والے پروردگار فاطمہ (علیہا السلام) کو بھوکا نہ

رکھنا۔

بے پناہ زحمتوں اور مشکلات نیز مسلسل بھوک برداشت کرنے کے باوجود دختر پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جناب فاطمہ زہرا (علیہا السلام) کی نظروں میں دنیا کی کل اوقات یہی تھی، اور اس میں بھی ہر جگہ صبر و ایثار کی شیرینی اور حلاوت کی آمیزش نمایاں ہے کیونکہ اس کے بعد نامحدود نعمتیں ہیں جو اس دن کا حصہ ہیں جس دن صابرین کسی حساب کے بغیر اپنا اجر حاصل کریں گے۔

جناب فاطمہ زہرا (علیہا السلام) کی زندگی کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہمارے سامنے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کے یہاں اس جفا کشی کی زندگی میں، آپ کے مالی حالات بہتر ہونے کے بعد بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی (جب کہ بنی نضیر اور جنگ خیبر کی فتح کے بعد تو فدک وغیرہ آپ کی ملکیت میں آگئے تھے) اور آپ کے پاس وافر مقدار میں غلہ وغیرہ موجود تھا کیونکہ روایت میں ہے

کہ فدک کی سالانہ آمدنی چوبیس ہزار دینار اور دوسری روایت کے مطابق ستر ہزار دینار تھی۔ مگر پھر بھی جناب فاطمہ (علیہا السلام) نے نہ گھر بنائے، نہ محل تعمیر کئے، نہ حریر و دیباچ کے کپڑے پہنے اور نہ ہی آسائش و آرام کو اپنے قریب آنے دیا، بلکہ آپ اپنی پوری دولت فقراء و مساکین کی امداد اور اسلام کی تبلیغ کی راہ میں خرچ کردیتی تھیں۔ -- اور بالکل یہی حال آپ کے شوہر نامدار مولائے کائنات (علیہ السلام) کا تھا، کہ آپ نے یمنع نامی جگہ پر اپنے ہاتھ سے سو (۱۰۰) کنویں کھود کر انہیں حاجیوں کے لئے وقف کر دیا تھا - اور آپ کے اموال کی زکات (صدقہ) ایک سال میں چالیس ہزار دینار تک پہنچ جاتی تھی۔

اور اگر ہم یہ مان لیں کہ یہ مقدار ایک پوری قوم کے لئے ناکافی ہو تی، تب بھی یہ بنی ہاشم کے لئے تو یقیناً کافی رہتی کیونکہ اس وقت ایک خادمہ کنیز بآسانی تیس درہم میں مل جاتی تھی اور ایک درہم اچھا خاصا سامان خریدنے کے لئے کافی ہوتا تھا۔

ب: حضرت علی (علیہ السلام) کے ساتھ آپ کی خوش گوار زندگی

حضرت زہرا (علیہا السلام) نے ایسی عظیم شخصیت کے گھر میں زندگی گزاری ہے جو رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد ہر لحاظ سے دنیا کی سب سے عظیم شخصیت کے حامل تھے ایسی شخصیت جن کا عہدہ و منصب اور کل ہم و غم اسلام کی علمبرداری اور اس کا دفاع کرنا تھا۔

اس دور کی سیاسی صورتحال اتنی نازک اور حساس تھی کہ اسلامی لشکر کو ہر لمحہ کسی نہ کسی طرف سے حملہ کا خطرہ لاحق رہتا تھا، اور اسے ہر سال متعدد جنگوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا جن میں اکثر جنگوں میں امیر المومنین (علیہ السلام) نے شرکت فرمائی تھی۔

جناب فاطمہ (علیہا السلام) نے اپنے گھر میں لطف و محبت اور گھریلو کام کاج اور دوسرے ضروریات زندگی کو فراہم کر کے اس مشترک گھر کے ماحول اور اس کی فضا کو ہمیشہ خوشگوار بنائے رکھا اور اس طرح آپ حضرت علی (علیہ السلام) کے جہاد میں برابر سے شریک رہیں کیونکہ ”عورت کا جہاد شوہر کی بہترین خدمت کرنا ہے“۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔

حضرت علی (علیہ السلام) کو جوش شجاعت دلانا، ان کی شجاعت و بہادری اور ایثار و قربانی کی تعریف کرنا، آئندہ جنگوں کے لئے ان کی حوصلہ افزائی، ان کے زخموں کی مرہم پٹی، مصیبتوں کا ازالہ، اور انہیں تھکن کا احساس نہ ہونے دینا یہ سب بھی آپ ہی کے کارنامے ہیں یہاں تک کہ آپ کے بارے میں حضرت علی (علیہ السلام) نے یہ فرما دیا: ”ولقد كنت أنظر إليها فتتجلى عني الغموم والأحزان بنظرتي إليها“ جب میں فاطمہ (علیہا

السلام) کی طرف دیکھتا تھا تو ان پر نظر پڑتے ہی میرے تمام ہم و غم دور ہو جاتے تھے۔

آپ کو اپنی ازدواجی ذمہ داریوں کی ادائیگی سے والہانہ شوق تھا، آپ نے ایک دن بھی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہیں نکالا، نہ کبھی ان سے ناراض ہوئیں اور نہ ہی کسی قسم کے حیلہ و حوالہ سے کام لیا نہ کسی معاملہ میں ان کی نافرمانی کی، یہی وجہ تھی کہ حضرت علی (علیہ السلام) بھی آپ کا اُسی طرح احترام کرتے تھے کیونکہ آپ شہزادی کے مرتبہ و منزلت سے بخوبی واقف تھے، جس کی تائید آپ کے ان الفاظ میں موجود ہے ”فواللہ ما اُغضبتهَا و لا اُکربتہَا من بعد ذلک حتی قبضہَا اللہ الیہ، و لا عصت لی اُمرًا“ ”اللہ کی قسم شادی کے بعد میں نے انہیں نہ کبھی ناراض کیا اور نہ ہی کوئی اذیت دی، یہاں تک کہ انہیں اللہ نے اپنی بارگاہ میں بلا لیا، اس طرح نہ انہوں نے کبھی مجھے ناراض کیا اور نہ ہی میری نافرمانی کی۔

پھر امام (علیہم السلام) نے جناب فاطمہ (علیہا السلام) کی زندگی کے آخری لمحات میں ان کی اس وصیت کا تذکرہ فرمایا جس میں آپ نے یہ فرمایا تھا: ”یا ابن عم! ما عہد تنی کاذبۃ و لا خائنة، و لا خالفتک منذ عاشرتنی“ اے ابن عم! آپ نے مجھ سے جھوٹا وعدہ نہیں کیا اور نہ کبھی کوئی خیانت کی اور جب سے میں آپ کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہوں میں نے آپ کی مخالفت نہیں کی، مولائے کائنات (علیہ السلام) نے فرمایا: ”معاذ اللہ، اَنْتِ اَعْلَمُ بِاللّٰهِ وَاَبْرَّ وَاَتَقٰی وَاَكْرَمُ وَاَشَدَّ خَوْفًا مِنْهُ، وَاَللّٰهُ جَدَّدَتْ عَلٰی مَصِیْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلٰی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَم) وَاَقْدَمَتْ وَفَاتِکَ وَاَفَادَکَ، فَاَنَّا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ“ معاذ اللہ: (یہ کیسے ہو سکتا ہے) تم اللہ کی بیحد معرفت رکھنے والی، نہایت نیک، متقی، کریم النفس اور اس سے حد درجہ خوف رکھنے والی ہو، اللہ کی قسم تم نے میرے لئے رسول اللہ کی مصیبت تازہ کر دی ہے اور تمہاری وفات اور جدائی بہت عظیم ہے، اور ہم تو اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں: ایک دن صبح کے وقت حضرت علی (علیہ السلام) بالکل بھوکے تھے، تو آپ نے شہزادی سے کہا: ”یا فاطمة هل عندک شیء تغذینیہ“ اے فاطمہ (علیہا السلام) کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ہے؟ تو آپ نے کہا: ”لا والذی اُکرم اُھی بالنبوۃ واکرمک بالوصیۃ ما اُصبح الغداۃ عندی شیء واما کان شیء اُطعمناہ مذ یومین الا شیء کنت اُوثرک بہ علی نفسی وعلی ابني (ھذین الحسن والحسین)“ ”نہیں“ اس ذات کی قسم جس نے میرے والد بزرگوار کو نبوت کے ذریعہ شرف بخشا اور آپ کو وصایت کے ذریعہ شرف عطا کیا، آج صبح سے ہمارے گھر میں کوئی غذا نہیں ہے اور پورے دو دن ہو گئے ہیں میں نے کچھ نہیں کھایا بلکہ گھر میں جو کچھ تھا وہ میں آپ کو اور اپنے ان دونوں (حسن (علیہ السلام) و حسین (علیہ السلام)) کو کھلا رہی تھی آپ نے کہا ”یا فاطمة اِلا کنت اُعلمتنی فَاُبغیکم شیئًا“

اے فاطمہ (سلام اللہ علیہا)! تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا، تاکہ میں تمہارے لئے کسی چیز کا انتظام کر دیتا، تو شہزادی نے کہا: ”یا ابا الحسن اِنّی لا اُستحی من الہی اَنْ اُکلف نفسک ما لا تقدر علیہ“ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ میں آپ کو اس بات کی زحمت دوں کہ جو آپ کے لئے ممکن نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ اسلام کے ان دونوں نمونہ عمل زوجہ و شوہر نے اس طرح ایک خوشگوار زندگی گزاری، اور اپنے اپنے فرائض کو بخوبی ادا کیا کہ اعلیٰ اسلامی اخلاق و اقدار کے لئے ایک ضرب المثل بن گئے اور بھلا ایسا کیوں نہ ہوتا؟ کہ جب شب عروسی میں ہی پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مولائے کائنات (علیہ السلام) سے یہ فرمادیا تھا: ”یا علی نعم الزوجة زوجتک“ اے علی (علیہ السلام) تمہاری بیوی بہترین زوجہ ہے اور شہزادی دو عالم سے یہ کہہ دیا تھا: ”یا فاطمة نعم البعل بعْلُک“ اے فاطمہ (سلام اللہ علیہا) تمہارا شوہر سب سے بہترین شوہر ہے۔

نیز آپ نے یہ بھی فرمایا: ”لولا علی لم یکن لفاطمۃ کفو“ اگر علی نہ ہوتے تو فاطمہ (علیہا السلام) کا کوئی ہمسر نہ ہوتا۔

ج: جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا)، بحیثیت مادر

ایک ماں ہونے کے اعتبار سے بھی جناب فاطمہ (علیہا السلام) کے کاندھوں پر ایک اہم ذمہ داری تھی، کیونکہ خداوند عالم نے آپ کو پانچ اولادوں سے نوازا تھا۔ یعنی امام حسن (علیہ السلام) امام حسین (علیہ السلام)، جناب زینب (علیہا السلام) اور جناب ام کلثوم، جب کہ جناب محسن کو ان کی ولادت سے پہلے ہی ظالموں نے آپ کے شکم مبارک میں شہید کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی یہی مشیت تھی کہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اکرم کی نسل طیبہ جناب فاطمہ (علیہا السلام) زہرا کے ذریعہ آگے بڑھے جس کی اطلاع رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اکرم نے آپنے اس قول میں بھی دی ہے: ”اِنَّ اللہ جعل ذریۃ کل نہی فی صلبہ وجعل ذریۃ فی صلب علی بن اُہی طالب“ اللہ تعالیٰ نے ہر نہی کی نسل کو اس کے صلب سے قرار دیا ہے اور میری نسل کو علی (علیہ السلام) کے صلب میں رکھا ہے “ شہزادی کائنات چونکہ خود بھی وحی و نبوت کی پروردہ تھیں لہذا آپ اسلامی تربیت کے اصولوں سے بخوبی واقف تھیں اسی لئے آپ نے اپنی اولاد کی ایسی تربیت کی کہ وہ بھی سب کے لئے مشعل بن گئی جس کے لئے سامنے کا ایک نمونہ حضرت حسن (علیہ السلام) ہیں جن کی پرورش آپ نے اس طرح فرمائی تھی کہ وہ مسلمانوں کی قیادت و رہبری کا بوجھ آپنے کاندھوں پر اٹھا سکیں اور راہ شریعت میں سخت حالات اور ہر طرح کے مصائب کا مقابلہ خندہ پیشانی کے ساتھ کرسکیں اور جب دین اسلام کی سلامتی اور مومنین کی جان خطرہ میں پڑ جائے تو درد اور خون کے گھونٹ پی کر معاویہ سے صلح کرلیں اور دنیا کے سامنے یہ اعلان کردیں کہ دین اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے اور وہ آپنے دشمنوں کو اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ اس کی اندرونی مشکلات سے غلط فائدہ اٹھا کر اسے کمزور کر ڈالیں یا اسے کسی قسم کا نقصان پہنچا سکیں، جس کی بنا پر معاویہ کی ساری پلاننگ فیل ہوگئی اور اس نے دور جاہلیت کو زندہ کرنے کے لئے جو منصوبے بنا رکھے تھے ان پر پانی پھر گیا، اور کچھ دنوں کے بعد خود بخود اس کے چہرہ سے نقاب الٹ گئی۔

یہ جناب فاطمہ (علیہا السلام) کی تربیت کا ہی اثر تھا کہ امام حسین (علیہ السلام) نے ظلم اور ظالمین کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے خدا کی راہ میں اپنی قربانی کے ساتھ ساتھ اپنے اعزاء و اقرباء اور چاہنے والوں کی قربانی پیش فرمائی اور آپنے خون سے اسلام کے مرجھاتے ہوئے درخت کو سینچ دیا۔

اسی طرح جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے جناب زینب و ام کلثوم جیسی بیٹیوں کی پرورش بھی کی اور انہیں بھی جذبہٴ ایثار و قربانی کے ساتھ ظالموں کو منہ توڑ جواب دینے کی ایسی تعلیم دی کہ وہ کسی بھی ظالم و جابر کے سامنے نہ جھکنے پائیں اور انہوں نے بنی امیہ کے جلادوں اور خونخواروں کے مقابلہ میں حق کے پرچم کو سربلند کر کے دین اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف ان کے تیار کردہ تمام منصوبوں کو بے نقاب کر ڈالیں۔